تراویح

تحقیق وتقلید کے تناظر میں

www.KitaboSunnat.com

سید حسین مدنی سلمہ اللہ ووفقہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد **(Upload)** کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ **(Download)** کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ وَأَنَا أَعْلَمُ وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا أَعْلَمُ

فہرس

نمبر شمار	موضوعات	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ	2
۲	تراویح کی اصطلاح	3
۳	باجماعت نمازِ تراویح کو نبی ﷺ نے بہتر قرار دیا	4
۴	رسول اللہ ﷺ نے خود نمازِ تراویح کی امامت کی	4
۵	رسول اللہ ﷺ نے نمازِ تراویح کی فضیلت بیان فرمائی	5
۶	نمازِ تراویح کا وقت؟	5
۷	نمازِ تراویح کی کتنی رکعتیں ثابت ہیں؟	6
۸	رکعاتِ تراویح اور اجماعِ امت	7
۹	رکعاتِ تراویح اور علما کا موقف	7
۱۰	نمازِ تراویح کیسے ادا کرنی چاہیے؟	8
۱۱	دعائے قنوت کب پڑھیں؟	9
۱۲	دعائے قنوت میں ہاتھ اٹھانا اور مقتدی کا آمین کہنا	10
۱۳	نمازِ تراویح اور اس کے ساتھ درس کا حکم؟	11
۱۴	بیس رکعات والی ساری مرفوع وموقوف روایات کا مختصر سا علمی جائزہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت عمر رضی اللہ عنہ سے موقوف روایات دیگر صحابہ علی، اُبی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے موقوف روایات	12
۱۵	وضاحت	16
۱۶	خلاصۂ بحث	17

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الأمین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین، وبعد:

آج کل دیکھا جارہا ہے کہ تراویح کے مسئلے کو علما سے زیادہ عوام موضوع بحث بنارہے ہیں، اور بے علم باتوں کو ایک نئی تحقیق کی طرح پیش کررہے ہیں۔

بڑے افسوس کا مقام ہے کہ ایک جانب امت مسلمہ اغیار واشرار کی جانب سے ناپاک منصوبوں میں گھری نظری آتی ہے، جیسے انھیں مرتد بناکر بے ایمان کرنا، مسلم بچیوں اور عورتوں کی عزت وآبرو کو برسرعام نیلام کرنا، ان کی جان ومال کے ساتھ دن دِہاڑے کھلواڑ کرنا اور مسلمان تاجروں کی معیشت کو کم زور کرنا۔۔۔ایسے الم ناک اور قابل تشویش دور میں دوسری جانب سوشیل میڈیا پر چھانے اور خودنمائی کا جنون رکھنے والے افراد غیر مسلموں میں دعوت وتبلیغ کرنے، اور مسلمانوں میں عقائد وایمانیات کا درس دینے، انھیں تعلیم وتربیت کے زیور سے آراستہ کرنے، اوران کے تئیں ملی درد رکھنے کی بجائے علمی طور پر گنجائش کے حامل ایک فرعی وفقہی مسئلے کو زائد ہوا دے رہے ہیں، فضول وبے اصول بات کررہے ہیں، جس کی وجہ سے امت اسلامیہ انتشار کی شکار اور خلفشار سے دوچار ہورہی ہے۔

قوتِ فکروعمل پہلے فنا ہوتی ہے
پھر کسی قوم کی شوکت پہ زوال آتا ہے

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں فتنوں سے محفوظ رکھے، اور دین کی صحیح سمجھ عطا کرے۔ آمین۔

خیر اندیش

سید حسین بن عثمان عمری مدنی

حیدرآباد الدکن جنوب ہند۔

۱۰/ رمضان ۱۴۳۸ھ ہجری م ۶/ ۶/ ۲۰۱۷ء

تراویح کی اصطلاح

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رمضان کی راتوں میں باجماعت ادا ہونے والی نماز تراویح اس لیے کہلائی کیوں کہ وہ (سلف صالحین) ہر دو رکعات کے بعد کچھ راحت حاصل کیا کرتے تھے۔(۱)

اس نماز کے لیے یہ نام مجھے کتاب وسنت اور صحابہ کے اقوال میں نہیں ملا لیکن سلف صالحین اور ائمہ ومحدثین میں بے شمار اہل علم نے اس نماز کے لیے لفظ تراویح استعمال کیا ہے، مثال کے طور پر:

امام شافعیؒ امام ابن ابی شیبہؒ امام احمدؒ امام بخاریؒ امام محمد المروزیؒ امام ابن بطہؒ امام ابن سُریجؒ امام حاکمؒ امام ابن حبانؒ قاضی عیاضؒ امام عبدالقاہر بغدادیؒ امام ابوبکر طرطوشیؒ امام بیہقیؒ امام شاطبیؒ امام ابن رجبؒ امام نوویؒ امام ابن تیمیہؒ امام ابن قیمؒ امام ابن حجرؒ امام ابن الوزیرؒ اور امام مناوی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ۔

لہذا ان اہل علم اور اسلاف کے طرز عمل کے بالمقابل موجودہ دور میں اس اصطلاح پر اعتراض کرنا درست نہیں، بالخصوص جب کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں فرمایا : کتاب صلاۃ التراویح۔

موجودہ دور میں بعض لوگ نہ صرف تراویح کی اصطلاح پر اعتراض کر رہے ہیں بلکہ تراویح کی نماز پر بھی اعتراض کر رہے ہیں، جب کہ اس فقہی مسئلے کے متعلق عقیدے کے امام ابن بطہ رحمۃ اللہ علیہ -ت ۳۸۷ ہجری- نے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو تراویح کی نماز پر ابھارا جس کا عقل مندوں اور علم والوں میں سے کوئی انکار نہیں کرتا ہے، اور اللہ ایسوں کو رسوا کر دے جو اسلام کے مضبوط دستوں کو توڑنا، اس کے روشن منارے کو ڈھانا، اس کے نقوش کو مٹانا، اور اس کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں، اور اپنی اس بری حرکت کو درست قرار دینے کے لیے اسے (نماز تراویح کے انکار کو) بڑے ہی لائق علما سے جوڑ دیتے ہیں۔(۲)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نماز تراویح تمام علما کے اجماع کی روشنی میں سنت

(۱) فتح الباري كتاب صلاة التراويح، ج/ ۴، ص/ ۲۵۰۔

(۲) الإبانة الكبرى فضائل الصحابة ذكر اتباع علي۔۔۔، اثر نمبر ۸۴۔

ہے۔(۱)

عقیدے کے امام ابوبکر الطرطوشی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل علم کے اقوال کی روشنی میں فرمایا کہ **صحابہ کا اجماع ہے کہ باجماعت تراویح ادا کرنا تنہا نماز پڑھنے سے افضل ہے۔**(۲)

اہل علم کے اقوال سے پتا چلا کہ نہ صرف تراویح کی نماز بالاتفاق ثابت ہے بلکہ اسے باجماعت ادا کرنا صحابہ کے اجماع سے ثابت ہے؛ اور اس پر بغیر علم اعتراضات کرنا اسلام کے ایک نمایاں شعار کو مٹانا ہے۔

واضح رہے کہ مسجد میں باجماعت تراویح کا ادا کرنا جب صحابۂ کرام وتمام علماے عظام کے اجماع کی رو سے ثابت ہے تو یہی بات حق ہے؛ کیوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ساری امت کو کسی گم راہی پر متفق نہیں کرتا ہے؛(۳) لہذا مسجد میں باجماعت تراویح ادا کرنے کو گم راہی بتانے والے ہی گم راہ ہیں۔

باجماعت نماز تراویح کو نبی ﷺ نے بہتر قرار دیا

ثعلبہ بن ابو مالک قرظی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رمضان کی کسی رات رسول اللہ ﷺ نکلے اور مسجد کے کنارے کچھ لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا تو دریافت کیا کہ یہ لوگ کیا کررہے ہیں؟ کسی نے جواب دیا اے اللہ کے رسول! انھیں قرآن یاد نہیں؛ اسی لیے اُبی بن کعب (رضی اللہ عنہ) امامت کررہے ہیں؛ اور یہ ان کی اقتدا کررہے ہیں؛ اس پر فرمایا کہ انھوں نے اچھا کام کیا؛ یا انھوں نے درست عمل کیا؛ اور اس کام کو ان کے لیے ناپسند نہیں کیا۔(۴)

رسول اللہ ﷺ نے خود نماز تراویح کی امامت کی

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے رمضان کی تیئیسویں شب رات کی پہلی تہائی تک نماز ادا کی؛ پھر پچیسویں شب رسول اللہ ﷺ نے آدھی رات تک نماز ادا کی؛ پھر ستائیسویں شب ہمیں اتنی طویل نماز پڑھائی کہ ہمیں ڈر ہونے لگا کہ ہم سحری نہیں کرپائیں گے۔۔۔(۵)

---

(۱) المجموع شرح المهذب؛ ج/ ۴؛ ص/ ۳۱۔(۲) الحوادث والبدع، الباب الرابع، فرع قيام۔۔۔؛ ص/ ۵۴۔(۳) جامع الترمذي، أبواب الفتن، باب ما جاء في لزوم الجماعة؛ ح/ ۲۱۶۷؛ بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہما؛ بسند صحیح۔ (۴) السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الصلاة، جماع أبواب صلاة التطوع، باب من زعم أنها بالجماعة أفضل۔۔۔؛ ح/ ۴۲۸۲؛ بسند حسن۔(۵) مسند أحمد، مسند الكوفيين، حديث النعمان۔۔۔؛ ح/ ۱۸۴۰۲؛ بسند صحیح۔

رسول اللہ ﷺ نے نماز تراویح کی فضیلت بیان فرمائی

ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ۔۔۔ہم نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ہمیں بقیہ رات بھی نماز پڑھائیں' تو فرمایا کہ جس نے امام کے ساتھ مکمل نماز ادا کی تو اسے رات بھر نماز پڑھتے رہنے کا اجر ملے گا۔ (۱)

نماز تراویح کا وقت؟

جس طرح بعض لوگوں نے لفظ تراویح' اور نماز تراویح پر اعتراض کیا بالکل اسی طرح تراویح کے وقت پر بھی اعتراض کیا' اور کہا کہ صحیح بخاری میں عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق رات کے اول حصے کی بجائے رات کے آخری حصے میں یہ نماز ہونی چاہیے۔

اس ضمن میں تین باتیں ذہن نشین رہنی چاہیے:

۱۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی سابقہ روایت سے پتا چلتا ہے کہ صحابۂ کرام نے رمضان کی تیئیسویں شب رات کی پہلی تہائی تک نماز ادا کی' اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب کہ تراویح عشاء کی نماز کے فوراً بعد شروع ہوئی ہو۔

۲۔ عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کا بعض محدثین نے مرفوع روایت کے مطابق معنی بیان کیا اور کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان میں یہ ہے کہ یہ نماز رات کے اول وقت میں افضل ہے۔ (۲)

۳۔ اہل علم نے کہا کہ یہ بعید از عقل ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو غیر افضل عمل ۔اس قول واعتراض کے مطابق۔ (یعنی رات کے اول وقت میں باجماعت تراویح) کا حکم دیں گے تاکہ مسلمان افضل عمل کو چھوڑ دیں' یہ بالکل ناممکن ہے خاص طور پر ایسے حالات میں جب کہ صحابہ کی جماعت ان کے اس موقف سے متفق ہوٗ اور یہ بھی بہت ممکن ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جس

---

(۱) جامع الترمذي أبواب الصوم باب ما جاء في قيام شهر رمضان' ح/٨٠٦ 'بسند صحيح۔

(۲) إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري للقسطلاني كتاب صلاة التراويح باب فضل من قام رمضان و اللامع الصبيح بشرح الجامع الصحيح لمحمد العسقلاني كتاب صلاة التراويح باب فضل من قام' و منحة الباري بشرح صحيح البخاري لزكريا الأنصاري كتاب صلاة التراويح باب فضل من قام رمضان۔

کا (یعنی رات کے اول وقت میں باجماعت تراویح) حکم دیا ہے وہی نبی ﷺ کی سنت سے سمجھا ہو، کیوں کہ نبی ﷺ اس نماز کو اس وقت ادا کیا ہے۔(۱)

امام اہل السنۃ والجماعۃ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نماز تراویح کو رات کے آخری وقت تک موخر کرتے ہو تو فرمایا کہ نہیں مجھے (عہد عمر رضی اللہ عنہ کے) مسلمانوں کا طریقہ بہت پسند ہے۔(۲)

نماز تراویح کی کتنی رکعتیں ثابت ہیں؟

(۱) ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نماز ادا نہیں کیا کرتے تھے۔(۳)

(۲) زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ نے کہا نے رسول اللہ ﷺ نے تیرہ رکعات نماز ادا کی۔(۴)

(۳) سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اُبی بن کعب اور تمیم الداری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعات تراویح پڑھائیں۔(۵)

---

(۱) مجلة البحوث الإسلامية، ج/ ۲۶، ص/ ۲۹۵۔

(۲) المغني لابن قدامة، كتاب الصلاة، باب الساعات۔۔۔ مسألة قيام شهر۔۔۔ فصل يصلي۔۔۔، ج/ ۲، ص/ ۱۲۵۔

(۳) صحيح البخاري، كتاب التهجد، باب قيام۔۔۔، ح/ ۱۱۴۷۔

(۴) صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين۔۔۔ باب الدعاء۔۔۔، ح/ ۷۶۵۔

(۵) موطأ مالک، وقوت الصلاة، باب ما جاء فی قیام رمضان، ح/ ۲۸۰، بسند صحیح، اس روایت کو امام سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں دوسری سند سے روایت کیا ہے، اور اسی طرح ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مصنف اور محمد بن نصر المروزی رحمۃ اللہ علیہ نے قیام اللیل میں بھی اسے روایت کیا ہے، گویا اسے صرف امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہی نے روایت نہیں کیا جیسا کہ بعض کا ماننا ہے، اور امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے الاستذکار ج/ ۲، ص/ ٦٨ میں اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے السنن الکبری ج/ ۲، ص/ ٦٩٩، ح/ ۴۲۸۹ میں زیر بحث سند معتبر ہونے کی وجہ سے متن کی دوسری توجیہ بیان کی، ورنہ متن کی توجیہ بیان کرنے کی بجائے سند ہی کو غیر معتبر قرار دیتے تھے، علاوہ ازیں موطا کی اس روایت کے متعلق امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے (اپنی کتاب المصابیح في صلاة التراويح میں) کہا کہ یہ سند انتہائی صحیح ہے، ملاحظہ فرمائیں مرعاة المفاتيح، ج/ ۴، ص/ ۳۲۲، واضح رہے کہ ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تسلیم کیا کہ اس روایت کی سند صحیح ہے، ملاحظہ فرمائیں مرقاة المفاتيح ج/ ۳، ص/ ۹۷۱، ح/ ۱۳۰۲، حنفی عالم ظہیر حسن یا احسن نیموی مولف آثار السنن مع التعلیق الحسن نے بھی کہا کہ اس کی سند صحیح ہے، ملاحظہ فرمائیں تحفة الأحوذي۔

رکعات تراویح اور اجماع امت

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس مسئلے میں اہل علم کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کہ قیام اللیل (تراویح) میں کوئی ایسی حد مقرر نہیں جس میں کمی بیشی کا امکان نہ ہو اور اس بات میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ صلاۃ اللیل (تراویح) ان نیک کاموں میں سے ہے جنھیں بندہ جس قدر زیادہ انجام دے گا اسے اسی قدر زیادہ اجر ملے گا۔(۱)

رکعات تراویح اور علما کا موقف

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ قیام رمضان (تراویح) میں نبی ﷺ سے ایسی متعین تعداد وارد ہے جس میں کسی بھی طرح کی کمی بیشی نہیں ہوسکتی تو یقیناوہ کھلی غلطی پر ہے۔(۲)

سعودی عرب کی کمیٹی برائے تحقیق وافتاء نے کہا ام المومنین کا سابقہ بیان نبی ﷺ کے اکثر عمل کے متعلق ہے اور اگر کوئی اس سے زائد پڑھنا چاہے تو کوئی حرج کی بات نہیں کیوں کہ جب نبی ﷺ سے صلاۃ اللیل (تراویح) کے متعلق دریافت کیا گیا تو کیفیت بتائی اور ۱۱ رکعات وغیرہ کی مقدار متعین نہیں کی(۳) جس سے پتا چلتا ہے کہ اس مسئلے میں رمضان وغیر رمضان دونوں میں تعداد رکعات کے متعلق گنجائش پائی جاتی ہے۔(۴)

امام ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قیام رمضان (تراویح) کی رکعتوں کی تعداد سے متعلق راجح قول یہ ہے کہ وہ ۱۱ یا ۱۳ رکعات ہیں۔۔۔لیکن اس سے زیادہ پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں کیوں کہ جب صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے صلاۃ اللیل (تراویح) کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ اسے دو دو رکعت کی شکل میں ادا کرنی چاہیے واضح رہے کہ نبی ﷺ نے اسے رکعات کی تعداد نہیں بتائی جب کہ اسے اس کی بھی ضرورت تھی کیوں کہ پوچھنے والے کو مقدار اور

(۱) المنهاج شرح صحیح مسلم ابن الحجاج کتاب صلاۃ المسافرین باب صلاۃ اللیل۔۔۔شرح حدیث ۷۳۵۔

(۲) مجموع الفتاوی ج/۲۲ ص/۲۷۲۔

(۳) صحیح البخاري أبواب الوتر، باب ما جاء في الوتر ح/۹۹۰ بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہما۔

(۴) فتاوی اللجنة الدائمة۔۔۔الصلاة صلاة التراويح حكم صلاة التراويح فتوی نمبر/۳۹۵۳۔

کیفیت دونوں کا پتا نہیں تھا' لیکن جب نبی ﷺ نے اسے صرف کیفیت بتائی اور مقدار کے متعلق خاموشی اختیار فرمائی تو پتا چلا کہ مقدار میں گنجائش ہے' اور اسی لیے سلف صالحین کا اس مسئلے میں مختلف عمل رہا ہے' لہذا گیارہ اور تیرہ سے زیادہ رکعات کو ناجائز اور بدعت قرار دینا سابقہ روایت اور سلف صالح کے عمل کے پیش نظر ضعیف قول ہے۔(۱)

مزید فرمایا کہ ہمارے لیے بڑے ہی افسوس کی بات ہے کہ ہم امت مسلمہ میں ایک ایسے گروہ کو دیکھتے ہیں جو گنجائش والے مسائل میں اختلاف کر بیٹھتا ہے' نتیجتاً علمی اختلاف کو دلوں میں اختلاف پیدا کرنے کا سبب بناتا ہے' جب کہ یہ بات جاننی چاہیے کہ امت میں اختلاف عہد صحابہ میں بھی موجود تھا لیکن ان کے دل ایک تھے۔(۲)

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے گیارہ رکعات تراویح کو بڑے ہی محققانہ انداز سے ثابت کیا' لیکن فرمایا کہ کوئی ہرگز یہ نہ سمجھے کہ ہم گیارہ سے زیادہ پڑھنے والوں کو گمراہ یا بدعتی سمجھتے ہیں' ۔۔۔اور اگر کوئی ایسا سمجھتا ہے تو یہ اس کی اپنی کم علمی بلکہ انتہائی درجے کی جہالت ہے۔۔۔اسی لیے ہم علما کو مسائل میں شدید اختلاف رکھنے کے باوجود ایک دوسرے کو گمراہ یا بدعتی قرار دیتے ہوئے نہیں پاتے ہیں' بالکل اسی طرح جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مسافر کی نماز دو رکعات قرار دیتے اور اس کی خلاف ورزی کو کفر جانتے تھے لیکن اس کے باوجود جن سے اس سنت کی اجتہادی بنا پر خلاف ورزی ہوئی انھیں کافر قرار دیا نہ انھیں گمراہ بتایا بلکہ جو لوگ سفر میں مکمل نماز کے قائل تھے جیسا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا معاملہ تھا جب ابن عمر رضی اللہ عنہما نے منی میں ان کے پیچھے نماز ادا کی تو مکمل چار رکعات ادا کیں۔۔۔ (۳)

نماز تراویح کیسے ادا کرنی چاہیے؟

اکثر حفاظ کرام تراویح کی ساری رکعات میں آیات کی تلاوت کی مقدار برابر رکھتے ہیں' لیکن بہتر اور مسنون عمل وہ ہے جسے زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے آج رات رسول اللہ ﷺ کی نماز کو بغور دیکھنے کا ارادہ کیا تو نبی ﷺ نے ابتدائی دو رکعات خفیف انداز

(۱) قسم الفقه لابن العثيمين باب صلاة التطوع' سوال نمبر/ ۷۹۸' بتاریخ ۱۹/ ۱/ ۱۴۱۲ ہجری۔
(۲) الشرح الممتع۔۔۔کتاب الصلاة باب صلاة الجماعة۔۔۔ج/ ۴' ص/ ۱۵۹۔
(۳) صلاة التراويح' ص/ ۴۱۔۴۴۔

سے ادا کی' پھر اگلی دو رکعات کو انتہائی طویل انداز سے پڑھا' پھر اگلی دو رکعات ان کی بہ نسبت کم تھیں' پھر اگلی دو رکعات پچھلی دو رکعات کی بہ نسبت کم تھیں' پھر اگلی دو رکعات پچھلی دو رکعات کی بہ نسبت کم تھیں' پھر اگلی دو رکعات پچھلی دو رکعات کی بہ نسبت کم تھیں' پھر (ایک رکعت) وتر ادا کی' تو اس طرح کُل تیرہ رکعات پڑھیں۔(۱)

واضح رہے کہ اس نماز میں ابتدائی دو خفیف رکعات صلاۃ اللیل یا تراویح کے آغاز وشروعات کے طور پر ہوا کرتی تھیں جیسا کہ امام ابونصر المروزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب قیام اللیل میں اس حدیث سے پہلے باب باندھا : **باب افتتاح النبي ﷺ صلاته من الليل بركعتين خفيفتين**۔

اور اس طریقۂ نماز کی اہمیت کے پیشِ نظر امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب السنن الکبری میں باب باندھا **باب صفة صلاة الليل**' اور امام ابوعوانہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب **مستخرج أبي عوانة** میں باب باندھا **باب بيان صفة قيام رسول الله ﷺ** یعنی رسول اللہ ﷺ کے قیام اللیل (تراویح) کا طریقہ۔

دعائے قنوت کب پڑھیں؟

قنوت وتر میں بہتر ہے کہ دعائے قنوت زیادہ تر رکوع سے پہلے پڑھی جائے' کیوں کہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔(۲)

علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور صحابۂ کرام وتر میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔(۳)

کسی نے انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ دعائے قنوت رکوع کے بعد یا قراءت سے فارغ ہونے کے وقت پڑھنی چاہیے' تو کہا کہ نہیں' بلکہ قراءت سے فارغ ہونے کے وقت پڑھنی چاہیے۔(۴)

---

(۱) صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين ---' باب الدعاء ---' ح/ ۷۶۵۔
(۲) السنن الكبرى للنسائي كتاب قيام الليل القنوت في الوتر ---' ح/ ۱۴۳۶' بسند صحیح۔
(۳) مصنف ابن أبي شيبة كتاب صلاة التطوع --- في القنوت قبل الركوع أو بعده' ح/ ۶۹۱۱' بسند صحیح۔
(۴) صحيح البخاري كتاب المغازي باب غزوة الرجيع ---' ح/ ۴۰۸۸۔

عاصم احول رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے دعاے قنوت کے متعلق دریافت کیا کہ دعا رکوع سے پہلے ہوتی تھی یا بعد میں؟ تو کہا پہلے؛ عاصم رحمہ اللہ نے کہا کہ فلاں شخص نے مجھے آپ کے بارے میں بتایا کہ آپ نے رکوع کے بعد کہا ہے؟ تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نے جھوٹ کہا ہے۔ (۱)

کبھی کبھار رکوع کے بعد بھی دعاے قنوت پڑھنے کی اجازت ہے؛ جیسا کہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں نماز تراویح کے لیے لوگوں کی جب امامت کی تو رکوع کے بعد دعاے قنوت پڑھی۔ (۲)

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو روایات انس رضی اللہ عنہ سے وارد ہیں ان کا مجموعی معنی یہ ہے کہ دعا قنوت نازلہ میں رکوع کے بعد کی جائے گی؛ اور قنوت وتر میں رکوع سے پہلے کی جائے گی؛ اور اس سلسلے میں صحابہ کا مختلف عمل رہا ہے؛ کیوں کہ یہ گنجائش والے مسائل میں سے ہے۔ (۳)

واضح رہے کہ بعض کا یہ ماننا ہے کہ اکثر روایات رکوع کے بعد دعاے قنوت کو بتاتی ہیں؛ جب کہ وہ روایات قنوت وتر کو نہیں بلکہ قنوت نازلہ کو بتاتی ہیں۔

دعاے قنوت میں ہاتھ اٹھانا اور مقتدی کا آمین کہنا

شیخ مقبل الوادعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ دعاے قنوت میں ہاتھ اٹھانا ثابت ہے یا نہیں اس سلسلے میں ہمیں شک ہے؛ لہذا ہم اسے شرعاً درست نہیں سمجھتے ہیں؛ (۴) جب کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ وتر کی آخری رکعت میں رکوع سے قبل اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور دعاے قنوت پڑھتے تھے؛ (۵) ایک اور روایت کے مطابق اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے سینے تک اٹھایا کرتے تھے۔ (۶)

---

(۱) صحيح البخاري، أبواب الوتر، باب القنوت قبل الركوع وبعده، ح/۱۰۰۲۔
(۲) صحيح ابن خزيمة، كتاب الصلاة، باب ذكر الدليل على أن النبي ﷺ ...، ح/۱۱۰۰، بسند صحیح۔
(۳) فتح الباري، أبواب الوتر، باب القنوت قبل الركوع وبعده۔
(۴) تحفة المجيب على أسئلة الحاضر والغريب، ص/۱۱۹۔
(۵) جزء رفع اليدين للبخاري، ح/۹۱، بسند صحیح۔
(۶) مختصر قيام الليل للمروزي للمقريزي، باب رفع الأيدي عند القنوت، ص/۳۲۰۔

امام ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جب امام دعائے قنوت پڑھنے لگے تو مقتدی آمین کہے، اس مسئلے میں علما کے درمیان کسی قسم کا اختلاف ہمارے علم میں نہیں۔(۱)

واضح رہے کہ آمین انتہائی اونچی آواز سے نہیں بلکہ درمیانی آواز سے کہیں، کیوں کہ نبی ﷺ نے صحابۂ کرام سے فرمایا کہ تم سننے والے اور قریب رب سے دعا کر رہے ہو جو (علم کے اعتبار سے) تمھارے ساتھ ہے۔(۲)

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ دعائے قنوت انتہائی اونچی آواز سے نہیں پڑھنی چاہیے، کیوں کہ دعا کے دوران اونچی آواز مکروہ ہے۔(۳)

بعض ائمہ نصف رمضان سے قبل مسنون دعائے قنوت کے علاوہ دیگر اضافی دعاؤں کا اہتمام کرتے ہیں جو مناسب عمل نہیں، بلکہ بہتر یہ ہے کہ نصف رمضان سے قبل ثابت دعا پر اکتفا کریں، اور نصف رمضان کے بعد طویل دعائیں کریں، جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں نصف رمضان کے بعد مسلمانوں کے لیے ہر ممکن دعائے خیر کی جاتی تھی اور اسلام دشمنوں پر لعنت بھیجی جاتی تھی۔(۴)

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر دعائے قنوت پڑھنے والا امام ہو تو دوران دعا جمع کے الفاظ استعمال کرے، اور کہے اللھم اھدنا۔۔۔اور دعا صرف اپنے لیے خاص نہ کرلے۔(۵)

نماز تراویح اور اس کے ساتھ درس کا حکم؟

موجودہ دور میں دیکھا جارہا ہے کہ اکثر مساجد میں تراویح کے درمیان یا تراویح کے بعد پابندی کے ساتھ بلاناغہ درس قرآن یا دیگر علمی دروس کا بڑا اہتمام کیا جارہا ہے جو توجہ طلب مسئلہ ہے، بعض افراد نے تعلیم کی غرض سے ان جیسے دروس میں کوئی حرج نہیں سمجھا، لیکن کبار اہل علم نے اسے درست نہیں سمجھا ہے۔

امام ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ پابندی کے ساتھ تراویح کے دوران وعظ ونصیحت کرنے کا کیا حکم ہے؟ تو فرمایا کہ یہ سلف کا طریقہ نہیں، اگر ضرورت درپیش ہو اور

(۱) المغني، كتاب الصلاة، باب الساعات۔۔۔، مسألة القنوت۔۔۔، فصل إذا أخذ الإمام۔۔۔، ج/۲، ۱۱۳۔
(۲) صحیح البخاري، كتاب الجهاد والسير، باب مايكره من۔۔۔، ح/۲۹۹۲، بروایت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ۔
(۳) مختصر قيام الليل للمروزي للمقريزي، باب تأمين المأموم۔۔۔، ص/۳۲۶۔
(۴) صحیح ابن خزيمة، كتاب الصلاة، باب ذكر الدليل على۔۔۔، ح/۱۱۰۰، بروایت عبدالرحمن بن عبد، بسند صحیح۔
(۵) شرح السنة، كتاب الصلاة، باب الدعاء في القنوت، شرح حدیث نمبر/۶۴۰۔

آ گاہ کرنا چاہے تو تراویح کے بعد نصیحت کرے اور اگر اس عمل کے ذریعے اللہ کی عبادت مقصود ہو تو یہ ایک طرح کی بدعت ہے اور عبادت مقصود ہونے کی علامت یہ ہے کہ ہر رات پابندی سے وعظ ونصیحت کی جائے۔۔۔لوگوں کی مشغولیت کا خیال رکھنا چاہیے اور اگر چند لوگ درس کو پسند کرتے ہو تو بقیہ لوگوں کو قید کر کے نہیں رکھنا چاہیے اور لوگوں کی راحت مدنظر رہنی چاہیے لہذا آپ نماز تراویح پڑھائیں جب آپ اپنی نماز سے فارغ ہو جائیں اور لوگ بھی چلے جائیں تو (خواہش مندوں کے لیے) جو چاہیں بیان کریں۔(۱)

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ نماز تراویح کے دوران وعظ ونصیحت کرنا کیا جائز ہے؟ تو فرمایا کہ جائز ہے اور جائز نہیں کسی درپیش مسئلے سے آگاہ کرنا ہو تو یہ واجب کام ہے لیکن اسے ایک عادت اور نظم بنالینا تو سنت کے خلاف ہے۔(۲)

مزید فرمایا کہ قیام اللیل کا مقصد بکثرت عبادت کرنا ہے لہذا درس وتدریس جیسا کوئی بھی کام تراویح کے ساتھ خلط ملط نہیں ہونا چاہیے بلکہ عبادت محض عبادت رہے کیوں کہ درس وتدریس کا وقت غیر متعین ہے جو کسی بھی وقت ممکن ہے لیکن دوران تراویح درس وتدریس کو عادت بنالینا سنت کی خلاف ورزی اور بدعت ہے۔(۳)

بیس رکعات والی ساری مرفوع وموقوف روایات کا مختصر سا علمی جائزہ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعات اور وتر پڑھا کرتے تھے۔(۴)

اہل علم نے درج بالا حدیث سے متعلق درج ذیل نکات ذکر کیے ہیں:

۱۔ بیس رکعات والی یہ روایت مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے جس کی ساری

(۱) لقاء الباب المفتوح حكم الموعظة بين ركعات التراويح۔
(۲) سلسلة الهدى والنور رقم/۶۵۶۔
(۳) سلسلة الهدى والنور رقم ۶۹۳۔
(۴) مصنف ابن أبي شيبة كتاب الصلاة من كان يرى القيام۔۔۔ح/۷۷۷۴۔

روایات ثابت نہیں، جب کہ گیارہ رکعات والی روایت صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ہے جو قرآن مجید کے بعد صحیح ترین کتابیں ہیں۔

۲۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بہ نسبت رات کی عبادت سے بخوبی واقف تھیں۔

۳۔ بیس رکعات والی اس روایت کو بہت سارے محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے، مثال کے طور پر امام بیہقی، امام ہیثمی، امام ابن حجر، امام زیلعی، امام بوصیری، امام ذہبی، فقیہ ابن حجر، امام سیوطی اور امام البانی رحمۃ اللہ علیہم۔

۴۔ بیس رکعات والی اس روایت کی سند میں ابراہیم بن عثمان نامی راوی ہے، جو سارے محدثین کے یہاں ضعیف ہے، جس پر بالخصوص بارہ سے زیادہ محدثین جیسے امام احمد، امام بخاری، امام ترمذی، امام ابوداود، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ نے جرح کی ہے۔

۵۔ رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی میں اگر واقعتا بیس رکعات تراویح ادا کرتے تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بات پوشیدہ نہیں رہتی تھی، کیوں کہ ام المومنین کا حجرہ مسجد سے بالکل متصل تھا۔

۶۔ عبادات توقیفی ہوتی ہیں تو ان میں روایات کے ثابت ہونے کو اہمیت دینی چاہیے۔(۱)

عمر رضی اللہ عنہ سے موقوف روایات

(۱) سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ماہ رمضان میں بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے۔(۲)

درج بالا روایت سے متعلق کچھ امور توجہ طلب ہیں:

۱۔ اس روایت کی سند میں یزید بن خُصیفہ ہے جسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے منکر الحدیث بتایا ہے۔

۲۔ اگر مان لیا جائے کہ امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن خصیفہ کو ثقہ بتایا ہے تو گیارہ رکعات بتانے والے راوی محمد بن یوسف کو ثقہ اور ثبت بتایا ہے۔

(۱) تفصیلات وحوالہ جات کے لیے سیر وتراجم اور طبقات کی کتابوں اور بالخصوص شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب صلاۃ التراویح اور إرواء الغليل۔۔۔کا مطالعہ کریں۔

(۲) السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الصلاة باب ما روي في عدد۔۔۔ح/۴۲۸۸۔

۳۔ اس روایت میں یزید بن خصیفہ سے اضطراب یعنی حدیث بیان کرنے میں ٹکراؤ واقع ہوا ہے، کبھی بیس کہا تو کبھی اکیس کہا اور غیر یقینی بات بتائی اور کہا کہ میرا ایسا گمان ہے، اور گمان سے احکام ثابت نہیں ہوتے ہیں، لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ مخطوطہ فوائد ابو بکر النیسا بوری میں بیس رکعات کی تعداد نہیں بلکہ ابن خصیفہ کا اضطراب ثابت ہے، جس سے بعض افراد کو گمان ہوا کہ بیس رکعات ثابت ہیں، واضح رہے کہ مضطرب روایت ضعیف روایات میں شمار کی جاتی ہے۔

۴۔ گیارہ رکعات والی روایت کے راوی محمد بن یوسف سائب بن یزید کی بہن کے لڑکے ہیں، اس اعتبار سے عام طور پر رشتے دار کی روایت کو دوسروں کی بہ نسبت رشتے دار بہتر جانتے اور یاد رکھ سکتے ہیں۔

۵۔ گیارہ رکعات والی محمد بن یوسف کی روایت ام المومنین کی روایت کے مطابق ہے جب کہ بیس رکعات والی ابن خصیفہ کی روایت ام المومنین کی روایت کے مخالف ہے۔

۶۔ عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہونے والے عمل کو غیر ثابت عمل سے جوڑنے کی بجائے سنت سے وابستہ رکھنا بہت بہتر ہے۔(۱)

(۲) یزید بن رومان نے کہا کہ لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تیئیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے۔(۲)

ذکر کردہ روایت میں یزید بن رومان کے متعلق امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس نے عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں کی، لہذا اسے امام بیہقی، امام زیلعی، امام عینی، اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔

علاوہ ازیں یہ روایت ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ۱۱ رکعات والی روایت کے مخالف ہے۔

---

(۱) تفصیلات وحوالہ جات کے لیے سیر وتراجم اور طبقات کی کتابوں اور بالخصوص شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب صلاۃ التراویح کا مطالعہ کریں۔

(۲) السنن الکبری للبیھقي کتاب الصلاۃ جماع أبواب صلاۃ التطوع باب ما روي في عدد...، ح/۴۲۸۹۔

(۳) یحیی بن سعید نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کسی آدمی کو حکم دیا کہ وہ انھیں بیس رکعات تراویح پڑھائیں۔(۱)

فقہ حنفی کی کتاب آثار السنن مع التعلیق الحسن میں ظہیر حسن یا ظہیر احسن نیموی نے کہا کہ یحیی بن سعید نے عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں کی علاوہ ازیں یہ روایت ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ۱۱ رکعات والی روایت کے مخالف ہے۔

دیگر صحابہ علیؓ اُبیؓ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے موقوف روایات

(۱) ابو الحسناء نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے کسی شخص کو حکم دیا کہ وہ انھیں رمضان میں بیس رکعات تراویح پڑھائیں۔(۲)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس سند میں ضعف پایا جاتا ہے(۳) شاید امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا اشارہ ابو الحسناء کی جانب ہوگا جو مجہول راوی ہے علاوہ ازیں شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس سند میں اعضال یعنی دو مقامات پر لگاتار انقطاع پایا جاتا ہے لیکن یہ روایت سنن بیہقی اور مصنف ابن ابی شیبہ میں دوسری سند سے بھی پائی جاتی ہے جس کا دارومدار عطاء بن سائب پر ہے جو مختلط راوی ہے اور حماد بن شعیب تو اس قدر انتہائی ضعیف راوی ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس سے روایت کرنا حلال نہیں۔(۴)

(۲) عبد العزیز بن رُفیع نے کہا کہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان میں لوگوں کو مدینے میں بیس رکعات تراویح پڑھایا کرتے تھے۔(۵)

حنفی عالم ظہیر احسن یا ظہیر حسن نیموی نے کہا کہ عبد العزیز نے ابی رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں کی علاوہ ازیں یہ روایت عمر رضی اللہ عنہ سے ۱۱ رکعات والی سابقہ ثابت روایت سے ٹکراتی ہے

---

(۱) مصنف ابن أبي شيبة، كتاب الصلوات، كم يصلى۔۔۔ح/ ۷۶۸۲۔
(۲) مصنف ابن أبي شيبة، كتاب الصلوات، كم يصلى۔۔۔ح/ ۷۶۸۱۔
(۳) السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الصلاة، جماع أبواب صلاة التطوع۔۔۔ح/ ۴۲۹۲۔
(۴) تفصیلات وحوالہ جات کے لیے سیر وتراجم اور طبقات کی کتابوں اور بالخصوص شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب صلاۃ التراویح کا مطالعہ کریں۔
(۵) مصنف ابن أبي شيبة، كتاب الصلوات، كم يصلى۔۔۔ح/ ۷۶۸۴۔

جس میں اس بات کا ثبوت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں ۱۱ رکعات پڑھانے کا حکم دیا۔ اور یہ بات بعید از عقل ہے کہ وہ امیر المومنین کی خلاف ورزی کریں گے۔ واضح رہے کہ زیر بحث روایت **مسند أبي يعلى، مسند جابر** ح/۱۸۰۱ کے بھی خلاف ہے جس میں یہ بات ثابت ہے کہ ابی رضی اللہ عنہ نے آٹھ رکعات اور پھر وتر پڑھائی۔ اور یہی روایت امام ضیاء الدین المقدسی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب **الأحاديث المختارة** ح/۱۱۶۱ میں بھی ہے جس کی سند میں ابوجعفر عیسی بن ابی عیسی رازی راوی ہے جس کے متعلق امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سارے کہ سارے محدثین نے اس پر جرح کی ہے۔(۱)

(۳) اعمش نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیس رکعات تراویح اور وتر پڑھایا کرتے تھے۔(۲)

اعمش نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں کی۔ اور اس کی سند میں اعضال یعنی دو مقامات پر لگاتار انقطاع پایا جاتا ہے۔(۳)

وضاحت: پاکستانی عالم محمد عبد اللہ بن مسلم بہلوی نے مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالے سے اپنی کتاب **أدلة الحنفية من الأحاديث النبوية على المسائل الفقهية**، **كتاب الصلاة، أبواب صلاة الوتر، باب في التراويح بعشرين ركعة** ح/۶۱۷ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیس رکعات تراویح سے متعلق موقوف روایت پیش کی۔ جسے اس کتاب کے محقق محمد رحمت اللہ ندوی نے صحیح بھی قرار دیا۔ لیکن درحقیقت یہ ایک طرح کی عصبیت اور علمی خیانت ہے کیوں کہ یہ روایت مصنف ابن ابی شیبہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نہیں بلکہ نافع بن عمر کی مقطوع روایت ہے۔ (۴) لہٰذا بیس رکعات تراویح سے متعلق ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کوئی روایت موجود ہی نہیں۔

---

(۱) تفصیلات وحوالہ جات کے لیے سیر وتراجم اور طبقات کی کتابوں اور بالخصوص شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب صلاۃ التراویح کا مطالعہ کریں۔

(۲) مختصر قيام الليل وقيام رمضان وكتاب الوتر لابن نصر المروزي للمقريزي ص/۲۲۱۔

(۳) تفصیلات وحوالہ جات کے لیے سیر وتراجم اور طبقات کی کتابوں اور بالخصوص شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب صلاۃ التراویح کا مطالعہ کریں۔

(۴) مصنف ابن أبي شيبة، كتاب الصلاة كم يصلي ۔۔۔ ح/۷۷۶۵۔

خلاصۂ بحث

✷ مسلمان اسلامی ملک میں ہو یا اقلیت میں عوام کو چاہیے کہ اپنے درپیش تمام مسائل میں اپنے علما کے ساتھ گہرا تعلق رکھے تا کہ انھیں دین کی صحیح فہم حاصل ہو سکے اور بے ترتیب و بے اصول صرف کتابی علم حاصل کرنے والوں اور خود ساختہ اجتہادات کرنے والوں سے بچ سکیں۔

✷ تراویح کی نماز بالاتفاق ثابت ہے بلکہ اسے باجماعت ادا کرنا صحابہ کے اجماع سے ثابت ہے اور اس پر بغیر علم اعتراضات کرنا اسلام کے ایک نمایاں شعار کو مٹانا ہے۔

✷ افضل یہ ہے کہ تراویح گیارہ رکعات ادا کی جائے۔
لیکن کمی بیشی کی صورت میں شدت نہیں برتنی چاہیے کیوں کہ یہ ایک فقہی فرعی اور علمی مسئلہ ہے اور روایات ورواۃ پر حکم لگانے میں ائمہ ومحدثین کے درمیان ہر زمانے میں اجتہادی اختلاف رہا ہے اور رکعات تراویح کی تعداد سے متعلق یہی موقف قاضی عیاض، امام نووی، امام ابن تیمیہ، امام ابن عثیمین، وامام البانی رحمۃ اللہ علیہم اور سعودی عرب کی کمیٹی برائے تحقیق وافتاء کا بھی ہے، بلکہ اس پر اجماع امت ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ساری امت کو کسی گمراہی پر متفق نہیں کرتا ہے۔

✷ علم وتحقیق کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ اور کسی بھی صحابی سے بیس رکعات تراویح کا ادا کرنا ثابت نہیں۔

فہرست مصادر ومراجع

١- آثار السنن مع التعليق الحسن لظهير حسن النيموي۔
٢- الإبانة الكبرى لابن بطة۔
٣- أدلة الحنفية من الأحاديث النبوية على المسائل الفقهية لمحمد البهلوي۔
۴- إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري للقسطلاني۔
۵- إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل للألباني۔
٦- الاستذكار لابن عبد البر۔
٧- تحفة الأحوذي لمحمد عبد الرحمن لمباركفوري۔
٨- تحفة المجيب على أسئلة الحاضر والغريب لمقبل الوادعي۔
٩- جامع الترمذي۔
١٠- جزء رفع اليدين للبخاري۔
١١- الحوادث والبدع لأبي بكر الطرطوشي۔
١٢- سلسلة الهدى والنور للألباني۔
١٣- سنن سعيد بن منصور۔
١۴- السنن الكبرى للبيهقي۔
١۵- السنن الكبرى للنسائي۔
١٦- شرح السنة للبغوي۔
١٧- الشرح الممتع على زاد المستقنع لابن العثيمين۔
١٨- صحيح ابن خزيمة۔
١٩- صحيح البخاري۔
٢٠- صحيح مسلم۔
٢١- صلاة التراويح للألباني۔
٢٢- فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء۔
٢٣- فتح الباري شرح صحيح البخاري لابن حجر۔
٢۴- قسم الفقه لابن العثيمين۔
٢۵- قيام الليل للمروزي۔
٢٦- اللامع الصبيح بشرح الجامع الصحيح لمحمد العسقلاني۔
٢٧- لقاء الباب المفتوح لابن العثيمين۔
٢٨- مجموع الفتاوى لابن تيمية۔
٢٩- المجموع شرح المهذب للنووي۔
٣٠- مجلة البحوث الإسلامية۔
٣١- مختصر قيام الليل وقيام رمضان وكتاب الوتر لابن نصر المروزي للمقريزي۔
٣٢- مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح لعبيد الله المباركفوري۔
٣٣- مستخرج أبي عوانة۔
٣۴- مسند أحمد۔
٣۵- المصابيح في صلاة التراويح للسوطي۔
٣٦- مصنف ابن أبي شيبة۔
٣٧- المغني لابن قدامة۔
٣٨- منحة الباري بشرح صحيح البخاري لزكريا الأنصاري۔
٣٩- المنهاج شرح صحيح مسلم ابن الحجاج للنووي۔
۴٠- موطأ مالک۔

سید حسین مدنی سلمہ اللہ ووفقہ